

تحریک آزادی اور علماء لدھیانہ

مولوی عبد القادر ابن حکیم حافظ عبد الوارث، رائیں قبیلے کے چشم و چراغ تھے۔ تقیرہاً ۱۸۰۶ء میں موضع نوکھروال ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ پھر ان کے والد نے موضع بیہ وال ضلع لدھیانہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی پھر تمہ علوم مروجہ کی تحصیل شاہ ولی اللہ کے خاندان کے علماء سے والی میں حاصل کی۔ اور حضرت شاہ عبد القادر دہلوی (ف ۱۸۳۰ء بمقابلہ ۱۸۰۲ء) کے خلیفہ شاہ عبد اللہ بیجے راج پوری کرناٹوی سے بیعت ہوئے اور ان ہی سے اجازت و خلافت بھی پائی۔ اور اپنے علاقے میں مدرس و تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ مولوی عبد القادر مرحوم کا تعلق سید احمد شہید کی جماعت سے بھی تھا۔ اور کما جاتا ہے کہ سید احمد شہید کی الیہ نے مولوی عبد القادر مرحوم کو تین خط بھی بیجیے تھے جو مفتی محمد نعیم صاحب کے پاس اب تک محفوظ ہیں۔

۱۸۳۶ء میں شاہ زمان الملک امیر کامل اور شاہ شجاع الملک اپنے وزیر فتح علی خان سے لکھت کہا کہ انگریزوں کی پناہ میں آگر لدھیانہ رہنے گے۔ شاہ زمان الملک آنکھوں سے مخدور تھے اور تصوف کا ذوق رکھتے تھے۔ انہوں نے مولوی عبد القادر لدھیانوی کے ہاتھ پر موضع بیہ وال جا کر بیعت کر لی اور پھر مولوی لدھیانوی مرحوم کو لدھیانہ بلا لیا۔ مولوی صاحب محلہ موبیپورہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس کے بعد ان کی مدرسی اور تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز لدھیانہ بن گیا۔ اور اصلاح و تبلیغ کے سلسلے میں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۸۴۰ء میں شجاع الملک افغانستان واپس چلا گیا اور دوست محمد خان کو تخت سے دست بردار کر دیا گیا۔ دوست محمد خان بھی مولوی عبد القادر لدھیانہ کا بڑا معتقد تھا۔ جگ آزادوی ۱۸۵۷ء کے بعد ان کے فرزند اکبر مولوی سیف الرحمن نے کامل جا کر سکونت اختیار کر لی۔

انقلاب ۱۸۵۷ء میں مولوی عبد القادر لدھیانوی نے مردانہ وار حصہ لیا۔ اس میں ان کے بڑے بھائی اور چاروں فرزندان، مولوی سیف الرحمن، مولوی محمد، مولوی عبد اللہ اور

مولوی عبد العزیز شریک رہے۔ مولوی عبد القادر کی قیادت اور ان کے خاندان کی شرکت کی وجہ سے لدھیانہ تحریک کا خاص مرکز بن گیا۔ سندر لال لکھتے ہیں :

”لدھیانہ کا شرپنجاب میں جگ آزادی کا ایک خاص مرکز تھا۔ شرپنجاب میں اس دن سب جگہ جوش تھا، جیل خانہ توڑ دیا گیا، انگریزی مکان جلا دیے گئے۔ سرکاری خزانے پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد جالندھر، لدھیانہ اور پٹھور کی فوج مل کر آزادی کی اس جگ میں حصہ لینے کے لیے دل کی طرف روانہ ہو گئی۔“

مولوی عبد القادر نے پنجاب کی فوجوں سے بھی تعلقات قائم کر لیے تھے۔ مگر یہ ان ہی چھاؤں میں ممکن ہو سکا جمال ہندوستانی سپاہی متعین تھے۔ مولانا غلام رسول میر لکھتے ہیں :

”تاریخ اس امر کی شاپد ہے کہ پنجاب میں جمال جمال ہنگامے (بلسلہ ۱۸۵۷ء) پا ہوئے وہ پنجابیوں نے نہیں بلکہ ہندوستانیوں نے پا کیے تھے۔ پنجابیوں نے تو ایک سے زیادہ موقوں پر درخواست کی تھی کہ انہیں ہندوستانی فوجیوں سے الگ رکھا جائے۔“

ساور کر لکھتے ہیں :

”سکھ اور فرنگی فوجوں کے خلاف اپنی تازہ فتح کی خوشی اور مرت سے سرشار ہو کر قوم پرست فوجی رسالہ دوپر کے وقت شر میں داخل ہوا۔ شر میں ایک بالآخر مولوی تھے جو بیشہ دہان کے لوگوں کو فرنگی طوق غلامی کو اتار پھینکنے اور سوراج قائم کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ اس مولوی کی تقریروں کا یہ اثر تھا کہ یہ شرپنجاب کی انقلابی پارٹیوں کا ایک مضبوط مرکز بن گیا۔ اور غلامی کی زنجیبوں پر آخری ضرب لگانے کا وقت آگیا تو سارا شر مولوی صاحب کے اشارے پر بیدار ہو گیا۔..... لدھیانہ میں بھی انقلاب کی آگ لگی۔ جالندھر، پٹھور اور لدھیانہ کی انقلابی افواج اور شریوں کی قومی فوج مولوی صاحب کی زیر کمان دہلی کی طرف رونہ ہو گئی۔“

ایک ہم عصر و قائل نگار ۲ جولائی ۱۸۵۷ء کے ضمن میں لکھتا ہے۔

”عبد الرحمن و عبد القادر دو صد سوار یا ویرہ خدمت گرو آور ند نہ بہمیں بس، جتو دیگاپ زیادہ ازیں دو صد کس بود بخت خاں سپارش نمود کہ خروپہ ہر

یک زوج دو شالہ بخشود"

مولوی عبد القادر مسجد فتح پوری (دہلی) میں مقیم ہوئے وہیں ان کی الہیہ کا انتقال ہوا۔ سقط دہلی کے بعد مولوی عبد القادر، ان کے بیٹے اور ساتھی کرتال ہوتے ہوئے پٹیالہ کے بندگات میں روپوش ہو گئے۔ اور لدھیانہ میں مولوی عبد القادر کی تمام جانبداد مع مسجد بنلام کردی گئی اور گرفتاری کے لیے انعام مقرر ہو گیا۔

مولوی عبد القادر اور ان کے بیٹے پٹیالہ سے بیس میل کے فاصلے پر موضع ستانہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں کے مسلمان راجپوتوں نے ان کی ہر طرح خدمت و حفاظت کی اور گرفتاری سے بچایا۔ مولوی عبد القادر اور ان کے بیٹوں کے قیام کی وجہ سے اس گاؤں میں اسلامی شعاعِ خوب روانج پذیر ہوئے۔

۲۷۶۴ھ بمقابلہ ۱۸۶۰ء میں مولوی عبد القادر کا ستانہ میں انتقال ہوا۔ ان کے بڑے بیٹے مولوی سیف الرحمن کامل چلے گئے۔ اور پھر وطن واپس نہ آئے۔ مولوی سیف الرحمن نے دہلی کے مشہور فتوائے جہاد پر دستخط کیے تھے۔

۱۸۶۰ء میں مولوی عبد القادر کے تینوں صاحزوں، 'مولوی محمد'، 'مولوی عبد اللہ' اور 'مولوی عبد العزیز' لدھیانہ واپس آئے، مقامی حکام نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر جلد ہی رہا ہو گئے۔

اس کے بعد از سرنو زندگی کا آغاز ہوا۔ مکانات تغیر ہوئے۔ مسجد آباد ہوئی۔ درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مشہور احرار لیڈر مولانا جیب الرحمن لدھیانوی بن مولوی محمد ذکریا، مولوی محمد کے پوتے ہیں۔

مولوی عبد اللہ نے سارپور کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور وہیں ۲۷ ذی قعده ۱۳۳۳ھ جہری کو ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے قادیانیت کا خاص طور سے روکیا۔

مولانا عبد العزیز کا ۲۲ شعبان ۱۳۳۹ھ (۲ دسمبر ۱۹۲۰) کو اور مولانا محمد کا ۲ رمضان ۱۳۴۰ھ (۱۱ دسمبر ۱۹۲۱) کو انتقال ہوا۔ ان دونوں بھائیوں نے نفرۃ الابرار کے نام سے ایک فتویٰ دسمبر ۱۸۸۸ء میں کتابی صورت میں کانگریس کی شرکت کے جواز میں شائع کیا جس میں بر صغیر کے ملت سے علماء کے دستخط تھے۔ یہ بات خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ اس وقت کانگریس حکومت بریتانیہ کی مخالف نہ تھی بلکہ موید تھی اور اس کی فتویٰ میں بھی صراحت ہے۔ اس فتویٰ کا دوسرا حصہ سریں احمد خان کے خلاف ہے۔